تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

# سیرت حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ:40)

پس جو بھی اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو یقیناً اللہ اس پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

**معزز سامعین!** میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ **"سیرت حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ"**

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ 1845ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم خواجہ ناصر امیر صاحب مشہور و معزز صوفی اور شاعر حضرت خواجہ میر دردؒ کے گدی نشین تھے۔ آپؓ کی والدہ کا نام روشن آراء بیگم تھا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی خاص وجہ شرف یہ تھی کہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خسرِ محترم اور اُمّ المومنین حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ المعروف اماں جان رضی اللہ عنہا کے والد محترم تھے۔

آپؓ کے خاندان کو 1857ء کے غدر میں دلّی سے انتہائی کسمپرسی کے عالَم میں پانی پت کی طرف ہجرت کرنا پڑی تھی اور ایسے میں آپؓ کی والدہ نے صرف قرآن کریم کا وہ نسخہ اٹھانے پر ہی اکتفا کیا جو اُن کے مرحوم خاوند کی نشانی تھی۔ اڑھائی سال کے بعد یہ خاندان واپس دلّی آیا تو آپؓ کی والدہ محترمہ نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کے پاس ضلع گورداسپور کے ایک مقام مادھوپور بھجوا دیا جہاں آپؓ نے ابتدائی تعلیم پائی۔ سولہ سال کی عمر میں آپؓ کی شادی سادات خاندان میں ہوگئی۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بہت شریف النفس اور خاوند کی خدمت گزار خاتون تھیں۔ 1865ء میں آپؓ کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا جس کا نام نصرت جہاں رکھا گیا۔ حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ یعنی حضرت اماں جانؓ کی پیدائش کے بعد حضرت میر ناصر صاحب کے پانچ بچے پیدا ہوئے جو بچپن میں ہی فوت ہوگئے۔ 1881ء میں آپؓ کے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی پیدائش ہوئی۔ ان کے بعد پھر پانچ بچوں کی وفات کا صدمہ سہنا پڑا اور پھر 1890ء میں آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اس دنیا میں تشریف لائے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ 1866ء میں محکمہ نہر میں اوورسیئر ملازم ہوگئے۔ اس دوران قواعد کے تحت آپ سے ایک سو روپے کی ضمانت طلب کی گئی لیکن آپؓ نے یہ کہہ کر رقم کی ادائیگی سے معذرت کردی کہ اپنے مشاہرہ میں بچت کرکے آپؓ اتنی رقم مہیا نہیں کرسکتے۔ آپؓ کے ساتھیوں نے آپ کو سمجھایا کہ اس طرح جواب دینے سے ملازمت جانے کا اندیشہ ہے اور پھر اس محکمہ میں لوگ ناجائز ذرائع سے ہزاروں روپے کما رہے ہیں۔ لیکن آپؓ نے ناجائز آمد کو حرام سمجھا اور اِس سے دُور رہے۔ جب انگریز افسران نے آپ کے جواب پر تحقیق کی تو وہ اتنے متاثر ہوئے کہ آپؓ کے لئے قاعدہ میں استثناء کردیا اور اس طرح اس آزمائش میں خدا تعالیٰ نے آپؓ کو کامیاب فرمایا... اور پھر یہی ملازمت آپؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قریب لانے کا باعث بنی۔

چونکہ آپؓ کا تبادلہ مختلف جگہوں پر ہوتا رہتا تھا چنانچہ جب آپؓ قادیان کے قریب ایک گاؤں تتلہ میں نہر کھدوانے کے لئے متعیّن ہوئے تو آپؓ کے تعلقات حضرت اقدسؑ کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب سے اپنے ماموں کی وساطت سے قائم ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؓ کی اہلیہ کچھ بیمار ہوئیں تو حضرت مرزا غلام قادر صاحب نے آپؓ کو اپنی اہلیہ کو قادیان لے جانے اور اپنے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپؓ اس وقت پہلی دفعہ

قادیان آئے اور بعد میں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات کے بعد حضرت مرزا غلام قادر صاحب نے آپؓ کو قادیان آکر اُن کی حویلی میں قیام کرنے کی دعوت دی۔ اُن دنوں حضرت مرزا غلام قادر صاحب ملازمت کے سلسلہ میں وہاں نہیں رہتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ بالکل الگ تھلگ زندگی بسر کر رہے تھے اس لئے حویلی کا ایک بڑا حصہ بالکل خالی پڑا تھا۔ اُس وقت حضرت اماں جانؓ کی عمر 13 سال کے قریب تھی۔ اُن دنوں بھی حضرت میر صاحبؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ تعلقات نہ ہونے کے باوجود بھی آپؑ کی نیکی اور تقویٰ سے از حد متاثر تھے لیکن اس کے باوجود حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے نہ صرف بیعت نہیں کی بلکہ قادیان آنا ہی ترک کر دیا۔

حضرت میر صاحبؓ اُن ایام میں مسلمانوں کی حالت زار پر سخت پریشان تھے اور اس معاملہ میں فوراً ہر خدمت کے لئے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے پہلے مولانا عبد اللہ غزنوی صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی اور جب انجمن حمایت اسلام کا آغاز ہوا تو آپ اس کے پُر جوش رکن بن گئے۔ انہی دنوں "براہین احمدیہ" شائع ہوئی اور جب حضرت میر صاحبؓ نے اس کا مطالعہ کیا تو حضرت اقدسؑ کی بزرگی آپؓ پر اور بھی آشکار ہوئی۔ آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس میں ایک امر یہ بھی تھا کہ "دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے نیک اور صالح داماد عطا کرے"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پہلی شادی اپنی رشتہ دار حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی تھی لیکن آپؑ کے اپنی اہلیہ سے خیالات نہ ملنے کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات کم ہوتے چلے گئے چنانچہ پھر اکثر اوقات آپؑ تنہا ہی رہا کرتے تھے۔ انہی دنوں آپؑ کو الہاماً دوسری شادی کی بار بار خبر بھی دی گئی۔ چنانچہ آپؑ نے اپنا پیغام حضرت میر صاحبؓ کے ہاں بھجوایا۔ پہلے تو حضورؑ اور حضرت اماں جانؓ کی عمروں کے تفاوت کو دیکھ کر حضرت میر صاحبؓ کو انقباض پیدا ہوا لیکن پھر حضورؑ کے تقویٰ کے خیال سے پیغام قبول کر لیا گیا اور یوں 1884ء میں حضرت اماں جانؓ کا نکاح حضرت مسیح موعودؑ سے دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب نے پڑھا۔

**سامعین!** 1889ء میں جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم ہوا اور آپؑ نے شرائطِ بیعت لکھ کر لوگوں کو لدھیانہ آنے اور بیعت کرنے کی دعوت دی تو اس وقت آپؓ کا تقرر لدھیانہ میں ہی تھا اور پہلی بیعت کے وقت آپ لدھیانہ میں موجود تھے جیسا کہ خاکسار نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے بیعت نہیں کی اس کے باوجود کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے عقیدت مند تھے اور حضور علیہ السلام آپ کے داماد بھی تھے لیکن یہ دونوں باتیں بھی آپ کو بیعت کرنے کی طرف راغب نہ کر سکیں کیونکہ آپ حضور علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کا تبادلہ پٹیالہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ کا سینہ کھولنا تھا اور آپ پر سچائی آشکار کرنی تھی اس غرض سے اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیے۔ 1892ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد دعوتی خطوط موصول ہونے پر آپ قادیان تشریف لے گئے اور پھر وہیں پر بیعت کی سعادت بھی پالی۔ اس کے بعد جلد ہی اپنی ملازمت سے پنشن لے کر قادیان آبسے اور اپنے شب و روز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لیے وقف کر دیے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے ہیں۔ زلزلہ کے وقت سخت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسماعیل کا کیا ہوا۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ "ڈاکٹر محمد اسماعیل"۔ وہ ڈاکٹر ہو گا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپؑ کی دعا سے اچھا ہوا اور آپؑ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ مرے گا نہیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت میر صاحبؓ کو گھر کی حفاظت کے لئے قادیان میں چھوڑ جاتے لیکن آخری عمر میں آپؓ کو بھی ہمراہ لے جانے لگے چنانچہ حضورؑ کے آخری سفر لاہور کے موقع پر آپؓ بھی ہمراہ تھے۔

**سامعین!** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کے بارے میں فرمایا:

"نہایت یکرنگ اور صاف باطن اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اتباع کو سب چیز سے مقدم سمجھتے ہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر موجودگی میں معاملات کی نگرانی آپؓ کے سپرد ہوتی تھی۔ حضورؑ کے آخری لمحات میں بھی آپؓ وہاں موجود تھے۔ حضرت میر صاحبؓ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔ حتّٰی کہ آخری عمر میں جب چلنا پھرنا بھی مشکل ہو گیا تھا، تو بھی باقاعدگی سے مسجد تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت میر نواب صاحبؓ کی طبیعت میں سختی پائی جاتی تھی لیکن کبھی آپؓ کسی سے ناراض بھی ہو جاتے تو تین روز سے زیادہ قطع تعلقی نہ کرتے اور خود سے سلام کر کے ناراضگی دُور کر لیتے۔ حضرت میر صاحبؓ میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کا وصف اور غرباء کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خصوصاً ایسے غرباء جو مالی کشائش نہ رکھنے کے سبب قادیان میں رہائش نہ رکھ سکتے۔ آپؓ کی ذاتی کوششوں کی بدولت محلہ دار الضعفاء کا قیام عمل میں آیا۔ آپؓ کے رفاہ عامہ کے کاموں کی ایک طویل فہرست ہے۔ نور ہسپتال

میں آپؓ نے 'ناصر وارڈ' تعمیر کروایا۔ احمدیہ کالج قادیان میں تعمیر ہونے والی مسجد نور بھی آپؓ کا ہی کارنامہ ہے۔ اسی طرح الدار کے سامنے اور مسجد مبارک کے سامنے اینٹوں کا فرش بنوایا۔ 1906ء میں حضرت میر صاحبؓ نے اپنی نگرانی میں مسجد مبارک کی توسیع کروائی۔ یہاں بھی کھڑکیوں وغیرہ کے رکھوانے کے بارے میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا "جو کھڑکی وغیرہ میر صاحب نے جہاں رکھ دی ہے، وہیں رہنے دی جائے"

تاریخ احمدیت کی جلد سوم میں فاضل مؤلف نے جنوری 1910ء سے دسمبر 1910ء کے واقعات کے بیان میں "قادیان میں متعدد پبلک عمارتوں کی تعمیر" کے موضوع کے تحت محلہ دارالعلوم، مسجد نور، بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول، تعلیم الاسلام ہائی سکول وغیرہ کی تفصیلات درج کی ہیں۔ جس میں ایک جملہ ہے "مسجد نور پر پانچ ہزار روپیہ کے قریب صرف ہوا، جس میں سے اڑھائی ہزار روپیہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جماعتوں میں گھوم کر بطور چندہ وصول کیا۔ (صفحہ 312)

حضرت میر صاحبؓ قادیان تشریف لا کر متفرق کاموں کی نگرانی کرتے رہے جن میں لنگر خانے کا انتظام، اور حضورؑ کے باغ میں پودوں اور پھلدار درختوں کی دیکھ بھال شامل ہیں۔ 1898ء میں جب تعلیم الاسلام سکول کا آغاز ہوا تو آپؓ اُس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ آپؓ چونکہ دُور رس تھے اور حضورؑ کی قادیان کی ترقی کے بارے میں پیشگوئیوں پر کامل ایمان رکھتے تھے اس لئے آپؓ نے ڈھابوں میں بھرتی ڈلوانی شروع کی جو اُس وقت بہت سستی پڑ جاتی تھی۔ بعض لوگوں نے اسے سلسلہ کے پیسے کا ضیاع جانا اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا "میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیئے"۔ چنانچہ بعد میں اندازہ ہوا کہ ڈھاب بھرنے سے نہایت قیمتی زمین حاصل ہو گئی ہے۔

حضرت میر صاحبؓ کی وضع قطع نہایت سادہ تھی اور آپؓ کسی کام کو بھی عار نہ سمجھتے تھے۔ آپؓ نے احباب کو تجارت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے قادیان میں ایک چھوٹی سی دوکان بھی کھولی تھی اور ایک مجلس بھی بنائی تھی جس میں کلو اجمیعاً ہوا کرتا تھا۔ اس مجلس میں غرباء بھی شامل تھے اور سارے ایک ہی جگہ بیٹھ کر نہایت محبت سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپؓ ان بھائیوں کو لے کر بیماروں کی عیادت کرنے بھی جایا کرتے اور بعض اوقات جمعہ کے روز بعض مجبور بھائیوں کے میلے کپڑے بھی دھو آتے تھے۔

**سامعین!** جب حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہو گیا تو حضرت میر صاحبؓ نے اپنے دکھ کا اظہار اپنی خودنوشت میں یوں کیا کہ: "اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا، کیونکہ وہ کام لینے والا ہی نہ رہا۔ دنیا سے اٹھ گیا۔ میر صاحب، میر صاحب کی صدائیں اب مدہم پڑ گئیں بلکہ کئی اَور میر صاحب پیدا ہو گئے۔ شکر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا غرور مجھ سے دُور ہوا اور ناز جاتا رہا کیونکہ کوئی نازبردار نہ رہا۔ حضرت صاحبؑ کی جدائی کا غم اور آپؑ کے سلسلہ کے کاموں کی سبکدوشی نے مجھے پریشان کر دیا۔"

آپؓ اُن لوگوں میں بھی شامل تھے جنھوں نے بذریعہ انتخاب حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفۃ المسیح الاوّل چُنا، بیعت کی اور ہمیشہ اپنے عہدِ بیعت کو وفا کے ساتھ نبھایا۔ آپؓ کے اخلاص و وفا کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ہمیشہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خواہش تھی کہ قادیان میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے ایک ادارہ "دارالقرآن" قائم ہو۔ اگرچہ انجمن موجود تھی لیکن حضورؓ کی خواہش تھی کہ یہ کام میر صاحبؓ کی زیر نگرانی انجام پائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر جب جماعت ایک عظیم فتنہ کا شکار ہوئی تو حضرت میر صاحبؓ نے دور دراز کے احباب کو صحیح صورتحال سے مطلع فرمانے کے لئے مدراس کا سفر کیا اور اس فتنہ کے تدارک کے لئے حضور علیہ السلام کی کتب کی اشاعت پر بہت زور دیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت بھی پورے خلوص کے ساتھ کی۔

**سامعین!** آپؓ ایک بہترین شاعر، بہترین مقرر اور بہترین مناظر تھے۔ آپؓ اکثر دینی کاموں کی غرض سے چندہ اکٹھا کرنے کے لیے سفر کیا کرتے تھے اور ان سفروں کے دوران آپؓ کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، ان کو آپؓ اکثر شعری پیرائے میں بیان کرتے اس کے علاوہ اپنا مدعا بڑی عمدگی کے ساتھ اشعار میں بھی بیان کر کے لوگوں کو قائل کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک نظم پڑھی جس میں ایک شعر تھا کہ

پھولوں کی گر طلب ہے تو پانی چمن کو دے
جنت کی گر طلب ہے تو زر انجمن کو دے

آپ کی یہ نظم سن کر لوگوں نے دل کھول کر چندہ دیا اور آپ کی یہ نظم اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ یعنی نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، کا موجب بنی۔ سلسلہ کے کاموں کے لیے دربدر بھیک کی طرح پیسے مانگتے پھرنا یہاں تک کہ جب نور ہسپتال کے لیے چندہ اکٹھا کیا تو چوہڑوں کے گھر جا کر بھی مانگنا اور اسے کوئی ذلت نہ سمجھنا ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔ ایک بات جس میں آپؓ کو امتیاز حاصل تھا وہ آپ کی جرأت ایمانی اور نفاق سے نفرت کی صفت تھی۔ آپ کو فطرتاً مداہنت سے سخت بیزاری تھی اور دوست، دشمن، واقف ناواقف کسی کے آگے حق گوئی سے نہ جھجکتے تھے اور نہایت صاف گوئی سے ہر مجلس میں اپنے خیالات ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ استقلال بھی آپ کا ایک خاصہ تھا جس کام کو شروع کرتے ختم کیے بغیر نہ ٹھہرتے تھے۔ انتہائی سخی انسان تھے، غریب پرور تھے، ہمیشہ نقدی اور کپڑوں سے غرباء کی مدد کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر قادیان میں آکر آباد ہونا چاہتے تھے اس وقت بعض لوگوں کے حالات ایسے نہ تھے کہ وہ کرایہ پر گھر لے کر رہ سکیں ایسے غریبوں کا بھی حضرت میر صاحب کو ہمیشہ ہی خیال رہتا اور دل میں یہ تڑپ رہتی کہ اُن غریبوں کے لیے کچھ کیا جائے۔ آپ نے اس سلسلہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی توجہ بھی اس طرف دلائی۔ دوسروں کے لیے ہمیشہ دعا کرتے۔ پابندی نماز، روزہ اور احکام شریعت کا کمال اہتمام آپ کی طبیعت ثانیہ تھا اور قال اللہ اور قال الرسول پر شدت سے عمل کرتے اور کرواتے بھی تھے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ 19، ستمبر 1924ء کو وفات پا گئے۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر 79 سال تھی۔ وفات سے ڈیڑھ سال قبل سے آپؓ ضعفِ اعصاب سے بیمار تھے مگر چلتے پھرتے تھے۔ آخری دنوں میں ملیریا کا بخار آنے لگا۔ دوا سے آرام آجاتا تھا مگر پھر کئی دن بعد دوبارہ باری آجاتی تھی۔ آخری باری سردی سے بدھ کے دن عصر کے بعد آئی۔ پھر غفلت ہو گئی اور آخر میں بے ہوشی اور تیسرے دن اسی غفلت میں جمعہ کے دن انتقال فرما گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ اُن دنوں لندن تشریف لے گئے ہوئے تھے چنانچہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)